

تو سویرا میرا

ڈاکٹر زوہا آصف

توسویر امیر ازوہا آصف

باب ششم

نوٹ:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق رائٹر زوہا آصف کے نام محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد یا ادارے یا دوسری ویب سائیٹ کو رائٹر کی اجازت کے بغیر اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شکریہ

زوہا آصف

ZOHA ASIF

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو اپنی اندھیروں بھری زندگیوں میں سویرے کی تلاش میں ہیں، روشنی آپ کی منتظر ہے!

ZOHA ASIF

باب ششم؛ خاموش اعتراف

کوئی وعدہ نہیں ہم میں

نہ آپس میں بہت باتیں

نہ ملنے میں بہت شوخی

نہ آخرِ شب کوئی مناجاتیں

مگر ایک ان کہی سی ہے

جو ہم دونوں سمجھتے ہیں

عجب ایک سرگوشی سی ہے

جو ہم دونوں سمجھتے ہیں

یہ سارے دلرُبا منظر

طلسمی چاندنی راتیں

سنہری دُھوپ کے موسم

یہ ہلکے سُکھ کی برساتیں

سبھی ایک ضد میں رہتے ہیں

مجھے ہم سے کہتے ہیں

محبت یوں نہیں اچھی

محبت یوں نہیں اچھی۔۔

(نصرت)

اس نے ایک نظر آسمان کی جانب دیکھا تھا جہاں بادل قطار در قطار آگے بڑھتے محسوس ہو رہے تھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جی بھر کر برسنے والے تھے۔ آج بھی وہ گجومتہ چوک پر کھڑی تھی۔ ٹیکسی یا رکشہ مل جانے کا انتظار کرتے ہوئے۔ یک دم اس کے ذہن میں طلال سے ہوئی پہلی ملاقات گھومنے لگی۔ ایسا ہی بارش کا موسم تھا جب اسے وہ ملا تھا کسی محافظ کی طرح اس نے اس کی حفاظت کی تھی۔ اسے خیال ہی نہیں رہا کب وہ اس کے بارے میں سوچتے ہوئے مسکرانے لگی۔ اس کے پاس سے آنے والی ہارن کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب کی۔

اس نے حیرت سے سامنے کھڑی سیاہ رنگ کی لینڈ کروزر دیکھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے سیاہ چشمہ لگائے طلال بخاری کو۔

کیا خواب یوں بھی پورے ہوتے ہیں؟

"اب شاک میں رہیں گی یا میں جاؤں؟" اس کی آواز پر ہبہ نے نروس ہو کر اسے دیکھا، سمجھ نہیں آیا کیا کرے پھر پچھلا دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"کیسی ہیں؟" اس کے سوال پر اس نے ایک نظر بیک ویو مرر پر دیکھا جہاں طلال کی سیاہ آنکھیں اسی کو دیکھ رہی تھیں

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ جاگتی آنکھوں سے جو خواب وہ دیکھ رہی تھی وہ یوں بغیر کچھ کہے پورا ہو گیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں تو میں بھی ٹھیک ہوں" ہبہ نے دیکھا کہ ہلکی بڑھی شیو میں اس کے لب مسکرائے تھے۔

کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے۔ ہبہ کے چہرے پر کافی دیر سے بے چینی دیکھ کر وہ گویا ہوا۔

"کچھ کہنا ہے؟" پوچھا گیا۔

"ہاں" جواب ملا۔

"میں سن رہا ہوں"

"مجھے تھینک یو کہنا تھا" معصومیت سے بات کہی گئی۔ تھینک یو گفٹ دینے کی ہمت کہاں بچی تھی اس میں۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے" اس کے چہرے کو نگاہوں کے ذریعے دل میں اتارا گیا تھا۔

"لیکن۔۔" کچھ کہنا چاہا تھا مگر۔

"میں نے نہ پہلے کبھی آپ پر کوئی احسان کیا ہے اور نہ کبھی آئندہ کروں گا، آپ یہ اور اس سے کہیں اور زیادہ ڈیسرو کرتی ہیں" اس نے اپنی پریشان نگاہیں اٹھا کر طلال کو دیکھا جو شیشے کی سیدھ میں دیکھ رہا تھا۔

"مگر آپ میرے لئے اتنا سب کیوں کرتے ہیں؟" عرصے سے دل میں موجود سوال آج پوچھ لیا گیا تھا۔

"کیونکہ۔۔" اس نے ایک بار پھر سیاہ نگاہیں بیک ویو مرر میں نظر آتی اس خوبصورت لڑکی پر ڈالیں

وہ ہمہ تن گوش تھی۔

"آپ خاص ہیں، بہت خاص۔" وہ رکا۔ اس کے چہرے کو دیکھا جہاں حیا کے باعث لالی بکھری ہوئی تھی۔

کہاں وہ اس سے اظہارِ محبت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور وہ پاگل لڑکی اتنی سی بات یہ چار لفظ بھی برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ اس نے اظہار کرنے کا ارادہ ترک کر کے اسے یہی چار لفظ ہضم کرنے دیے اور چپ چاپ بخاری ولا کے پارکنگ لاؤنج میں گاڑی کھڑی کی اور بغیر کچھ کہے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆

ان کی گاڑی رکی تو دوسرے کی چلی تھی، عماد اور فروہ ناشتے سے فارغ ہو کر اس کی یونیورسٹی کی جانب چلے تھے۔

یہ سفر خاموشی میں گزرا تھا۔

ایک میں کہنے کو بہت کچھ تھا لیکن چپ سادھ رکھی تھی

دوسرے کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا مگر دماغ میں سوچوں کی بوچھاڑ تھی جو سکون غارت کر چکی تھی۔

"واپسی پر بھی لینے آؤں؟" یونیورسٹی کے سامنے گاڑی روک کر اس نے پوچھا۔

دروازہ کھولتا اس کا ہاتھ رکا تھا۔

"کس خوشی میں؟" اس نے تیوری چڑھائی۔

"میں نے سوچا تم میرے ساتھ ٹائم گزارنا بہت پسند کرتی ہو اس لئے بس" عماد نے معصومیت کی انتہا کرتے ہوئے کہا تھا۔ فروہ کو سمجھ نہیں آیا اس انسان پر وہ غصہ کرے یا پیار؟

ZOHA ASIF

"جی نہیں۔۔شرافت سے ڈرائیور انکل کو بھیج دینا" اس نے دل میں موجود جذبات کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو بہت دشواری سے نظر انداز کیا اور پھر اترنے لگی مگر پھر اس کے جملے پر ساکت ہو کر بیٹھ گئی۔

"کیوں؟" عماد کا چہرہ اس وقت دنیا کی تمام معصومیت سے بھرا تھا اور اسی معصومیت پر فروہ کو شدید غصہ آرہا تھا۔

"کیونکہ تم میرے ڈرائیور نہیں ہو" وہ سختی سے کہتی باہر کی جانب چل دی۔ پیچھے سے گاڑی میں عماد کا قہقہہ گونجا تھا۔

وہ جان گیا تھا اس کا فکر کرنا اس لڑکی کے دل میں کچھ نئے انجانے جذبات کو فروغ دے گیا تھا اور ویسے ہی کچھ جذبات اس نے خود بھی کل رات محسوس کیے تھے اس لئے وہ بس اسے کریدنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ سازش یک طرفہ تھی یا پھر دونوں طرف برابر کی لگی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ دو گھنٹوں کی بریک کے بعد آفس جانے کے لئے نکل ہی رہا تھا کہ باورچی خانے سے دل لبھاتی مہک نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔ اس نے دماغ کی سو منتوں کے باوجود کیچن کا رخ کیا پر وہاں کسی کو نہ پا کر حیران ہوا۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ خالدہ کے کمرے کی جانب بڑھا۔

کمرے میں کوئی نہیں تھا۔۔مزید حیران بلکہ پریشان ہوتا وہ باہر نکلا۔ مرکزی دروازے کھڑے ہو کر اس نے ایک نگاہ لان کی جانب گھمائی وہاں ہبہ اور خالدہ کو بیٹھے دیکھ کر اس کا کب سے رکا سانس بحال ہوا۔

خالدہ بخاری وہیل چیئر پر بیٹھی تھیں ان کے بلکل پاس ہبہ ان کے لئے پیالی میں چائے انڈیل رہی تھی۔ پاس ہی عماد بھی براؤنیز سے انصاف کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ ہبہ کو دیکھ کر جتنا اس کا دل خوش ہوا اتنا ہی عماد کو آفس ٹائم گھر پر براؤنیز چائے انجوائے کرتے دیکھ وہ جی بھر کر تلملایا۔

"کیا چل رہا ہے یہاں؟" طلال کو وہاں آتے دیکھ کر ہبہ شش و پنج میں مبتلا ہوئی۔

آج وہ پہلی بار خالدہ کو یوں کمرے سے باہر لائی تھی اور اس نے طلال سے اس کی اجازت نہیں لی تھی اس لئے وہ حسبِ عادت پریشان ہو چکی تھی۔

لیکن اصل پریشانی کی وجہ تو کچھ اور تھی۔

خالدہ بخاری کے تاثرات نارمل تھے اور عماد وہ تو سرے سے اپنے دھیان مگن تھا۔

اور اس کا یہی چِل سین دیکھ کر طلال کو مزید تپ چڑھ رہی تھی۔

"وہ۔۔ میں میم۔۔ کو۔۔ موسم۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیسے مدعا بیان کرے۔

"ارے چِل کریں آپ ہبہ باجی، بھائی ہم ماما کو موسم انجوائے کرنے لان میں لے آئے تھے، اور پھر ہبہ باجی ہمارے لئے براؤنیز اتنی مزے کی بنا کر لائی ہیں کہ میں نے صابرہ سے کہہ کر چائے بھی بنوا دی اور ہم اپنی "منی ٹی پارٹی" کر رہے ہیں۔" عماد منہ میں چوتھی براؤنی ٹھونستے ہوئے بولا تھا۔

مس نایاب سے ہبہ باجی تک کا سفر طلال کو کچھ خاص ہضم نہیں ہوا۔

"پر ماما کو کیسے لائے ہیں آپ لوگ باہر؟ انہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟" اس کے یوں پوچھنے پر خالدہ مسکرانے لگیں جیسے وہ جان گئیں تھیں کہ وہیل چیئر دیکھنے کے بعد بھی اگر تفتیش جاری ہے تو مقصد کوئی اور ہے۔

انہوں نے عماد کو ایک مخصوص اشارہ کیا۔ وہ سمجھ کر مسکرانے لگا۔

"اس کی فکر مت کریں میں اور ہبہ باجی احتیاط سے لائے ہیں" عماد کے کہنے پر اب اس کا بگڑا موڈ صاف ظاہر ہونے لگا۔

"تمہیں احساس ہے کہ کچھ بھی ہو سکتا تھا، اٹلیسٹ مجھے انفارم کر دیتے" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

اصل غصہ تو جس بات پر آرہا تھا وہ چاہ کر بھی وہ کہہ نہیں سکتا تھا۔

"آپ ہبہ باجی کے ہاتھ کی براؤنیز نہیں کھائیں گے؟" اس سے پہلے اس کے سفید گال پر طلال سے چماٹ رسید ہوتا اس نے پہلے ہی آفر کر ڈالی۔

یہ لڑکی میری ڈائٹ کا ستیاناس کر کے ہی جان چھوڑے گی، جتنی وہ شوگر فری خوراک رکھتا تھا وہ اتنی ہی اس کے سامنے براؤنیز اور میٹھی چیزیں پیش کرتی تھی۔

قبل اس کے وہ ہاں نہ کرتا، ہبہ نے اس کے سامنے پلیٹ پیش کی، اس میں دو براؤنیز رکھی تھیں اور ساتھ اس نے ایک کرسی کے سامنے ٹیبل پر چائے کا کپ بھی رکھ دیا تھا۔

سارا خراب موڈ بھول کر وہ براؤنیز اٹھانے ہی والا تھا جب عماد نے اس کے سامنے موجود پلیٹ میں سے ایک براؤنی اچک لی تھی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنا بے ساختہ چہرے پر نظر آنے والا غصہ قابو کرنا چاہا۔

"کیا ہو گیا یار؟ آپ میٹھا نہیں کھاتے اس لئے لی ہے، کہتے ہیں تو واپس رکھ دیتا ہوں" اس نے اتنی معصومیت سے کہا کہ طلال کے پاس سوائے اس کا یہ بھرم قائم رکھنے کے، کوئی دوسرا راستہ دکھائی نہیں دیا۔

وہ بس گوں مگوں کی کیفیت میں سر ہلانے لگا۔

"ویسے طلال بھائی۔۔ ہبہ باجی میٹھا بہت اچھا بنا لیتی ہیں نہیں؟" عماد نے شرارتی مسکان سے اس کی جانب دیکھا

بظاہر وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا مگر طلال سب سمجھ رہا تھا۔

طلال نے ایک نگاہ ہبہ پر ڈالی جو خالدہ کے ساتھ مگن تھی۔ اور پھر عماد کو دیکھا

"تم آفس تو آؤ بیٹا پھر ایسا میٹھا کھلاؤں گا نا بھولے گا نہیں کبھی تمہیں وہ" اس کے یوں کہنے پر عماد کے چہرے کی مسکان لمحوں میں سمٹی تھی۔

اگر وہ طلال کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا جانتا تھا تو وہ بھی اس کا بھائی تھا، وہ بھی بڑا بھائی، اس کا چیزہ لینا اسے بھی اچھے سے معلوم تھا۔ اس نے مسکین صورت بنانے کی کوشش کی مگر اس بار مسکرانے کی باری طلال کی تھی جو ایک سیکنڈ کے لئے مسکرا کر چائے کا آخری گھونٹ بھر کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ پیچھے وہ پریشان سا کھڑا رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ جامنی رنگ کی ساڑھی میں ملبوس سلور ہائی ہیلز پہنے اپنے بوتیک میں داخل ہوئی تھیں، جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہی تھیں سٹاف انہیں سلام کرتا جا رہا تھا۔ ریسیپشنسٹ نے انہیں کسی کے آنے کی اطلاع دی تھی۔

اس مہمان کو بھیجنے کا کہہ کر وہ اپنے آفس میں داخل ہوئی تھیں۔

ان کے آفس کا کمرہ بہت درمیانے سائز کا تھا لیکن خوبصورتی سے سیٹ کیا گیا تھا۔ براؤن اور بیج (کریم) کلر کے کنٹراسٹ میں تیار کردہ یہ چھوٹا سا آفس بہت شاندار نظارہ پیش کرتا تھا۔

"ہیلو جی؟" ایک مانوس جانی پہچانی آواز پر انہوں نے اپنے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا تھا۔

جہاں ایک غیر متوقع شخص کھڑا مسکراتے ہوئے انہی کو دیکھ رہا تھا۔

"تم۔۔تم کب آئے؟۔۔اور یہاں میرے آفس میں کیا کر رہے ہو؟" وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے پوچھنے لگیں۔

"ارے آرام سے۔۔اتنے بے رخی کیوں دکھا رہی ہو، چند سالوں کے لئے غائب کیا ہوا تم تو یوں بیگانہ ہو گئی ہو" مقابل بے تکلفی سے کہتا میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے تمہیں بیٹھنے کے لئے نہیں کہا" انعم غصے سے بولیں

"جانتا ہوں تم تو صدا کی بے مروت ہو کہاں کہو گی بیٹھنے کے لئے اس لئے میں خود ہی بیٹھ گیا" وہ اب بھی مسلسل مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"کیا چاہیے تمہیں؟" انعم کا پارا ہائی ہونے لگا تھا۔وہ اپنے آفس میں ایسے لوگوں کو بالکل بھی برداشت نہیں کرتی تھیں، مگر اس انسان کو وہاں سے نکالنا اتنا بھی آسان نہیں تھا اسی لئے وہ صبر کے گھونٹ بھر رہی تھیں۔ماضی میں جس سے بے انتہا فیور زلی ہوں اس انسان کو آپ ایسے ہی آفس سے بے دخل نہیں کر سکتے۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔بتائیں گے تمہیں ہی بتائیں گے" اس نے اپنی قمیض کی جیب سے ماچس کی تیلی نکالی اور دانتوں میں مارنے لگا۔

"دیکھو۔۔میرا اسٹاف کیا سوچے گا میرے بارے میں تم یہاں سے پلیز چلے جاؤ۔۔ہم کہیں اور مل لیں گے اگر بہت ضروری بات ہے تو" وہ احتیاط سے اسے سمجھاتے ہوئے بولیں

"تمہیں کب سے پرواہ ہونے لگی کہ دنیا تمہارے بارے میں کیا سوچے گی نیمی جی؟" اس نے اپنی سرمے بھری آنکھیں اٹھا کر اس عورت کو دیکھا جو دنیا کو بہت بہادر بن کر دکھاتی تھی مگر اس کے سامنے اپنی ہی آفس میں بھیگی بلی بنی بیٹھی تھی۔

"مجھے پرواہ نہیں ہے۔۔ مگر تم تو سمجھونا" انہوں نے اب کی بار پچکارنے کے انداز میں کہا اور اس حرکت پر اس شخص کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا۔

"نیمی تم نہیں بدلی ذرا بھی۔۔ اب بھی پانچ سال پہلے جیسی ہو۔۔ باہر سے نڈر لیکن اندر سے بیوقوف۔" وہ محظوظ ہوا تھا۔

اس سے پہلے انعم کچھ کہتیں، وہ اپنی نشست سے اٹھا۔

ماچس کی تیلی سے دانت صاف کرتا، سرمے سے لبریز آنکھوں سے اسے تارتے وہ الوداعی ہاتھ ہلا کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی انعم نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

☆☆☆☆☆

آج یونیورسٹی میں سیمینار تھا، وہ بھی آڈیٹوریم میں بیٹھی سامنے سٹیج پر موجود لڑکی کی سپیچ سننے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

مگر دماغ میں صبح ہونے والا منظر جھٹ ہی نہیں رہا تھا جو وہ کسی اور کی بات پر خاصی توجہ دے پاتی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیوں عماد کو اپنے ذہن کے پردوں سے جھٹلا نہیں پا رہی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ کسی نے پہلی دفعہ اس سے ہمدردی دکھائی تھی۔ مگر جو احساس آج اسے عماد کے لئے محسوس ہوا تھا ویسا اسے اپنی زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا۔

اسے عماد کی باتوں اور لہجے میں اپنے لئے فکر محسوس ہوئی تھی۔

اور یہ ایسا خوشکن احساس تھا کہ اسے معلوم ہی نہیں ہوا اس کے لب کب مسکرانے لگے۔

کہیں وہ۔۔ نہیں نہیں۔۔ میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہوں۔

اس نے اپنے دل میں آنے والی خوشفہمی کو جھٹکا دیا۔

مگر دل کہاں کسی کی سنتا ہے۔

لاکھ سمجھاؤ جس بات سے

کمبخت اسی پر اٹکتا ہے۔

"آپ کو زیادہ ہنسی آرہی ہے؟" میم کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔ یک دم وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔

اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنا چاہا کہ لاہور کے مضافات میں بے عزتی کا چاند کس کے نام نکلا ہے مگر۔۔

"جی۔۔ مس فروہ سلیم آپ ہی سے پوچھ رہی ہوں میں" اپنا نام ہال کے چاروں اطراف سے گونجتے سن کر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس نے ڈر کے مارے میم کو دیکھا جو کڑے تیور لئے اسی معصوم کو گھور رہی تھیں۔

اس سے پہلے وہ سوری کرنے کے ایک سو ایک نسخے سرچ کرتی میم اسے تنبیہ کر کے دوبارہ سپیچ شروع کروا چکی تھیں۔ اس نے بھی سکون کا سانس نتھنوں سے خالی کیا تھا۔

اسے خود پر نہیں عماد پر غصہ آرہا تھا۔۔ ساری غلطی اسی کی تھی۔۔ وہ کیوں اس کے دماغ پر سوار تھا؟

اسے کیا ضرورت تھی فروہ کے ذہن کو ایسے مفلوج کر دینے کی کہ اسے کسی اور چیز کا ہوش نہ رہے؟

گھر جا کر خبر لیتی ہوں اس لومڑ کی۔ ہنہہ۔ سوچتے ہوئے اس نے اپنا سارا دھیان سپیچ پر لگا دیا تھا۔ کم از کم آج کے دن میں مزید بے عزتی کی سلوٹ خالی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆

"ہر وقت کھا کھا کر تھکتی نہیں ہو تم؟" عماد کی بات پر صفا نے منہ بنایا۔

ابھی ہی وہ سکول کا کام ختم کر کے ٹی وی دیکھنے بیٹھی تھی کہ عماد بخاری آفس سے تشریف لا کر وہیں اس کے برابر میں بیٹھ گئے تھے اور اس کے ہاتھ سے اس کا کوکو موا چک لیا تھا۔

"اور آپ نہیں تھکتے ہر وقت میرے کھانے کی چیزیں چوری کر کر کے؟" اس کے دوبدو جواب پر اس کا 90 ڈگری پر ہوا میں معلق ہاتھ سیدھا ہوا اور نتیجہ کے طور پر منہ میں جاتے تین چار کوکو مونیچے گرے تھے۔

اس نے مڑ کر صفا کو دیکھا جو غصے سے اسی کو گھور رہی تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی بڑے بھائی پر کیسے کیسے الزام لگاتی ہو" وہ ناراضی سے اسے دیکھنے لگا۔

"اب ناراض ہو ہی گئے ہیں تو میرے کوکو موتو واپس کر دیں۔" وہ رونی صورت لیے اس کا چہرہ تک رہی تھی کہ شاید کہیں سے تھوڑی سی رحم دلی اس کے بھائی کے دل میں آ جائے۔

"کس نے کہا میں ناراض ہوا ہوں؟" وہ صفا کو دیکھتے ہوئے بتیسی دکھانے لگا۔

"یعنی بغیر ناراض ہوئے بھی اتنا سڑا ہوا منہ بنا لیتے ہیں آپ واہ" صفا کی بات پر اسے سمجھ نہیں آیا وہ تعریف کر رہی تھی یا میٹھی میٹھی بے عزتی کر رہی تھی۔

"موٹو بہت زبان لگ گئی ہے تمہیں" وہ آنکھیں سکیڑے کہتے ہوئے اس کی سائیڈ پر پڑے ٹاپ پاپس اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"عماد بھائی پلیز۔۔یہ نہیں۔۔یہ میرے فیورٹ ہیں نا" وہ منت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آج کی آب وہوا خاصی پر سکون ہے" ابھی وہ اسے ترسانے کا مزید ارادہ کر ہی رہا تھا کہ عدیل وہاں آ گیا۔

"کیوں کہ تمہاری بہن نہیں ہے یہاں" عماد کے برجستہ جواب پر تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"اس اے کے فورٹی سیون نے سن لیا تو بتائے گی تم دونوں کو" عدیل نے ہنستے ہوئے انہیں وارن کیا۔

"پر آپ بھی ہمارے ساتھ ہنس رہے تھے عدیل بھائی" صفا کی بات پر اس کی ہنسی کو بریک لگی۔

"ہاں تو ہنس سکتا ہوں میں، کوئی ڈرتا تھوڑی نہ ہوں اس سے میں۔ آخر کو بھائی ہوں میں اس کا۔" عدیل نے فرضی کالر جھاڑے تھے۔

"ارے فروہ تم کب آئی؟" عماد نے ٹاپ پاپس کا آخری دانہ منہ میں ڈالتے ہوئے دروازے کی جانب دیکھ کر کہا۔

دروازے کی جانب عدیل کی پشت تھی اور اسی لئے فروہ کا نام سنتے ہی اس کی ایک سو اسی کی سپیڈ میں چلتی زبان کو بریک لگی۔

"ٹائے ٹائے فش" صفا نے انگلی گردن پر پھیرتے ہوئے "کام تمام" ہونے کا اشارہ دیا۔

"ابے سچ بتاؤ۔۔کیا وہ واقعی وہاں ہے؟ میں تو گیا کام سے۔"

عدیل نے منمناتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا جو انتہائی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میں کیا جھوٹ بول رہی ہوں آپ سے؟" صفا نے اتنی معصومیت سے پوچھا کہ عدیل کو اس کے صفا ہونے پر شک ہونے لگا۔

"بس پھر۔۔ میری غلطیاں کوتاہیاں معاف کر دینا۔۔ میرے کتبے پر لکھنا میں کتنا اچھا انسان تھا۔۔ اور مروہ کو کہنا مجھ پر ایک کتاب لازمی لکھے۔۔ اور اور۔۔ کلمہ پڑھ لیتا ہوں" عدیل کا وصیت نامہ جاری رہتا اگر مروہ کی آواز درمیان میں نہ آتی۔

"کیا بات ہے عدیل بھائی آپ کے سر پر کس نے بندوق طانی ہے جو یوں ہاتھ اوپر کیے کھڑے ہیں؟" مروہ کے سوال پر عماد اور صفا نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں نے سر جھکا دیا۔

"بندوق کی ضرورت ہی کہاں ہے اس اے کے فورٹی سیون کو" وہ آنکھیں بند کیے ہی سرگوشی میں بولا۔

مگر وہ سرگوشی اتنی اونچی ضرور تھی کہ مروہ نے باآسانی سنی تھی۔

"مگر فروہ آپی تو یہاں ہیں ہی نہیں" مروہ کے انتہائی معصومیت سے کہنے پر جہاں عماد اور صفا نے جھکے سروں سے ایک دوسرے کو دیکھا وہیں عدیل نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔

"کیا مطلب وہ یہیں تھی ابھی تو۔۔" وہ اب آنکھیں کھول کر دائیں بائیں فروہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے یار؟ وہ یونیورسٹی سے آکر سو گئیں تھیں ابھی تک اٹھی نہیں۔۔" مروہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

اب اس کا رخ عماد اور صفا کی جانب تھا۔

"صفا آؤ تمہیں دو سال سے پینڈنگ آئس کریم ٹریٹ دیتا ہوں"

"جی چلیں عماد بھائی"

ان دونوں کو لاؤنج سے کھسکتے دیکھ کر وہ ان دونوں کے پیچھے چلنے لگا۔ اسے اپنے پیچھے محسوس کر کے ان دونوں کی سپیڈ تیز ہوتے ہوتے ایسی تیز ہوئی جیسے وہ کسی میراتھون میں ریس جیتنے کے لئے کوشاں تھے۔

اور رہ گئی بیچاری مروہ جو نا سمجھی سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ اور سوچ رہی تھی کہ جانے ان تینوں کا کیا ہو گا۔

☆☆☆☆☆

"کیا مجھے ان کے لئے یوں تھینک یو گفٹ لانا چاہیے تھا؟" اس کا دماغ تھا کہ دل کے کسی جواز کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

"انہوں نے مجھ پر بہت سے احسانات کیے ہیں اس لئے مجھے بھی انہیں شکریہ ادا کرنا چاہیے جتنا مجھ سے ہو سکتا ہے" اس کے دل نے تسلی دی۔

"تم اس کی ماں کی دیکھ بھال کرتی ہو اس لئے وہ تمہارے لئے ایفرٹ کرتا ہے یہ کوئی احسان نہیں ہے" دماغ نے پھر ڈپٹا۔

"تو میں بھی کوئی احسان نہیں کر رہی ان کی ماں کی دیکھ بھال کر کے، یہ میری نوکری ہے اور وہ مجھے سیلری دیتے ہیں" دل ایک بار پھر جواز پیش کر گیا۔

"لیکن یہ روز روز شکریے ادا کرنا ٹھیک نہیں، لوگ غلط مطلب نکالیں گے" دماغ کے لاجک پر اسے یقین آنے لگا۔

"مگر۔۔ وہ اتنا کرتے ہیں میرے لئے مجھے بھی تھوڑا سا کرنا چاہیے۔" دل کا ایک اور پیغام۔

یہ دل و دماغ کی جنگ یونہی چلتی رہتی اگر انعم کی بلند آواز پر وہ جھٹکا نہ کھاتی۔

"تمہارا دھیان کہاں ہے لڑکی؟" ان کی جھڑک اتنی تیز اور اونچی تھی کہ ہبہ اپنی جگہ سے ہل گئی۔

اس نے سہم کر انہیں دیکھا تھا

"سارا دودھ ابال دیا تم نے۔ پتہ نہیں طلال نے کیوں اس پھوہڑ اور بے سلیقہ لڑکی کو کام پر رکھا ہے؟" وہ غصے سے بولتی جا رہی تھیں۔

اس نے پلٹ کر چولہے کو دیکھا جہاں واقعی دودھ ابل چکا تھا جو اس نے خالدہ کے لئے نیم گرم کرنے کے لئے رکھا تھا۔

"جب کام کرنا نہیں آتا تو نوکری کیوں کرتی ہو؟" ایک اور تیز آواز پر ہبہ دم سادھے انہیں دیکھنے لگی۔ سمجھ ہی نہ آیا کیا بولے۔

اس نے جلدی اور شرمندگی میں ہاتھ سے ہی برتن اتارنا چاہا مگر گرم گرم برتن ہاتھ پہ لگتے ہی اس کی دلخراش چیخ نکلی۔

"ایک تو پھوہڑ اوپر سے بیوقوف۔" انہوں نے ہبہ کی ڈبڈبائی آنکھیں دیکھتے ہوئے ایک اور تنز کیا۔

وہ آنسوؤں بھری آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی۔ اب وہ اسی طرح بلند آواز میں صابرہ کو بلا رہی تھیں جو گھبراتے ہوئے فوراً کیچن میں آئی تھی اور دودھ گرا دیکھ کر بغیر کچھ بولے صاف کرنے لگی تھی۔

اس نے ایک ترحم بھری نظر ہبہ پر ڈالی اور چپ رہنے کا اشارہ کر کے چولہا صاف کرنے لگی۔

"پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں، ڈھنگ کا کام کرنا آتا نہیں اور آ گئے نوکری کرنے" انعم غصے سے کہتے ہوئے نکلی تھیں، کہاں کا غصہ، فرسٹریشن کہاں نکل گئی تھی اور انہیں اپنی اس حرکت کا ذرا برابر افسوس بھی نہیں تھا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔عادت ڈال لو اس سب کی" صابرہ نے اسے گلے سے لگایا۔وہ اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

اس کی اپنی ماں نے تو کبھی اسے اونچی آواز میں بھی بات نہیں کی تھی اور ظلم یہ کہ اب ایک پرائی عورت اس پر ایسے چِلا کر گئی تھی۔سچ کہتے ہیں،ماں باپ رحم کھاتے ہیں دنیا نہیں۔

یک دم سیٹھی کی دھن سنتے ہی اسے چپ ہونا پڑا۔اس سے پہلے باہر موجود انسان اندر آتا وہ آنسو صاف کرتے کیچن سے باہر نکل گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

آسمان کی نیلاہٹ سرمئی رنگ میں تبدیل ہو گئی۔بخاری ولا کے لان کا موسم آج نارمل تھا لیکن اس کے دل کا موسم بہت بھاری تھا۔یوں محسوس ہوتا تھا کسی بھی لمحے آنسوؤں کی بوچھاڑ شروع ہو گی اور ایک موسلا دھار بارش کا رخ پکڑے گی۔

"یہ لیں" ایک مانوس مردانہ آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

وہاں عماد کھڑا نظر آیا۔اس کے ہاتھ میں جلن کی مرہم تھی جو اس نے ہبہ کی جانب بڑھائی۔

"یہ۔۔؟" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"صابرہ نے بتایا مجھے۔زیادہ تو نہیں جلا؟" اس نے فکرمندی سے ہبہ سے پوچھا۔

اس کے یوں پریشان ہونے پر ہبہ کے کب سے رکے آنسو پھر سے بہنے لگے۔

"ارے روئیں تو مت۔۔" عماد اس کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ZOHA ASIF

"مجھے سچ میں پتہ نہیں چلا۔۔میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔انعم میم نے اتنا سارا ڈانٹ دیا۔"وہ شکایت کرتی ایک ننھی بچی ہی لگ رہی تھی۔اس کی معصومیت پر عماد بے ساختہ مسکرا دیا۔

"اچھا کوئی بات نہیں،رونا بند کریں پہلے"عماد نے اسے پیار سے کہا۔

اس کے رونے میں کوئی کمی نہ آئی تو وہ دوبارہ کہنے لگا۔

"اچھی لڑکیاں روتے ہوئے خوبصورت نہیں لگتیں"عماد کی بات پر وہ چپ کر کے اسے دیکھنے لگی۔

تھوڑا سنبھلی تو۔۔اس نے خفت سے عماد کو دیکھا۔

"سوری۔۔کبھی ایسے کسی سے ڈانٹ نہیں پڑی تو۔۔"

"آپ کو سوری کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،آپ مجھے اپنا چھوٹا بھائی سمجھ سکتی ہیں اور کچھ بھی شئیر کر سکتی ہیں۔۔

میں آپ کو جج نہیں کر رہا۔اور چچی کو آپ سے ایسے نہیں بات کرنی چاہیے تھی۔"اس نے سمجھتے ہوئے کہا۔

"اب آپ رونا بند کریں"وہ دوبارہ کہنے لگا۔اس نے خاموشی سے اپنے لال گال پر بہتے آنسو صاف کیے۔

"گڈ گرل۔یہ لیں"اس نے ہبہ کی جانب چاکلیٹ بڑھائی۔

ZOHA ASIF

"یہ؟"وہ ناک سکیڑ کر آنسو پونچھنے لگی۔

"یہ میری بہن کے لئے ہے"اس نے مسکرا کر کہا ہبہ بھی نم آنکھوں سے مسکرانے لگی۔

جس بہن کی چُرا کر لایا تھا اگر اسے معلوم ہو جاتا تو وہ یقیناً اس کا سر قلم کروا کر اسے لان میں دفنا دیتی۔

اسے نہیں معلوم تھا بھائی کی محبت کیسے ہوتی ہے، لیکن آج اس نے محسوس کی تھی وہ محبت، وہ مان اور وہ تحفظ۔

اور یہ احساس دینے والا عماد بخاری تھا۔ اس کے دل میں اس کی عزت اور بھی بڑھ گئی تھی۔

"آئندہ میں آپ کو لان کے کسی کونے میں ایسے چھپکے سے آنسو بہاتے نہ دیکھوں" اس کے تحکم بھرے انداز پر ہبہ مسکرا دی تھی۔ یعنی غصہ بھی، بھرم بھی اور فکر بھی۔

"جی ٹھیک ہے اب میں جاؤں؟" اس نے یوں پوچھا جیسے سٹوڈنٹ سکول میں ٹیچر سے اجازت لیتے ہیں۔ اس کے یوں پوچھنے پر عماد ہنس پڑا بدلے میں وہ بھی ہنس دی۔

"جائیں اور اب رونا نہیں ہے" ہبہ ہنستے ہوئے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ عماد بھی پر سکون ہو کر مسکرا دیا تھا اس بات سے بے خبر کہ اوپر کسی کمرے کی کھڑکی سے یہ سارا منظر دیکھنے والے انسان کے دل پر گہرا زخم لگا تھا۔

"تو تم سب کے لئے ایسے ہی فکر کرتے ہو، آج صبح جو ہوا وہ کچھ خاص نہیں تھا عماد؟" وہ دل ہی دل میں عماد سے مخاتب تھی اور اس سے خطرناک حد تک بدگمان ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

آج وہ معمول سے تھوڑا لیٹ ہو گئی تھی وجہ وہی بحث تھی جو اس کی آج کل روز اپنے ماں باپ سے ہوتی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ طاہر کیوں اتنی ضد کر رہے ہیں گھر نہ چھوڑنے کی۔ اپنی ہی سوچوں میں غرق جب وہ خالدہ کے کمرے میں پہنچی تو وہاں ایک اجنبی عورت کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئی۔ طلال کو بھی وہیں دیکھ کر اس نے سلام کیا۔

"آیئے مس نایاب۔ ہم آپ کا ہی ویٹ کر رہے تھے۔ ملیے مس ہما سے۔ یہ ایک ماہر فیزیو تھیراپسٹ ہیں۔

میں نے انہیں ماما کے لئے اپائنٹ کیا ہے۔"

اس کے کہنے پر اس نے دوبارہ سیاہ جینز اور ریڈ کلر کی ٹاپ پہنے، بالوں کی ہائی پونی بنائے، ماتھے پر بے بی کٹ بال آگے کو کیے، اس اجنبی عورت کو دیکھا اور پھر جبراً مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

"اوہ۔۔ہائی ہبہ۔ میں ہما۔ طلال کی فرینڈ طلال نے پرسنلی مجھے انسسٹ کیا تو میں نے ہامی بھر لی ویسے تو میرا بہت ٹائٹ شیڈول تھا۔" ہما اس سے ہاتھ ملاتے یوں بے تکلفی سے کہہ رہی تھی جیسے ہبہ بچپن میں اس کے ساتھ بانٹے کھیلتی رہی ہو۔

مجبوری کی دھیمی مسکراہٹ قائم رکھی گئی اور اس کے یوں کہنے پر اس نے طلال کو ایک نظر دیکھا۔

"یہ آپ کو ایکسرسائز گائیڈ کر دیا کریں گی اور آپ کو مما کو اس کی پریکٹس کروانی ہوں گی، مین تو ہُما خود ہی ہینڈل کریں گی مگر روز کی پریکٹس ایز آ کئیر ٹیکر آپ کو ہی ہینڈل کرنی ہو گی۔" طلال نے اسے تفصیل سے سمجھایا۔

"ہاں، میں طلال کے لئے دو گھنٹے تو نکال ہی سکتی ہوں، اس لئے ایکسرسائز میں تمہیں بتا دوں گی تم پریکٹس کروا دیا کرنا آنٹی کو" وہ بے تکلفی سے کہے جا رہی تھی ہبہ نے دوبارہ طلال کو دیکھا جو اب کی بار اس کی حالت سمجھتے ہوئے رخ موڑ گیا۔

اس نے اسے دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا، پوری کوشش کی گئی کہ اس کا ذہنی اضطراب کسی طور طلال پر ظاہر نہ ہو۔

"اور کوشش کرنا جو میں جیسے بتاؤں وہ ویسے ہی فالو کیا جائے، طلال سے میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ ساری بات پریکٹس کی ہے آنٹی بالکل پہلے جیسے ہو جائیں گی" وہ طلال کا بازو تھامتے ہوئے کہنے لگی۔

ہبہ نے بے چینی سے نگاہیں خالدہ پر مرکوز کر دیں، پتہ نہیں کیوں اس سے یہ منظر دیکھا نہیں گیا۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ کنٹنیو کریں میں نکلتا ہوں، اللہ حافظ۔" وہ زبردستی فارمل مسکراہٹ سجاتا، اپنا بازو ہما سے چھڑاتے ہوئے وہاں سے نکلا تھا۔

"چلو شروع کریں؟" ہما نے کہا تو ہبہ اس کے ساتھ ہولی۔

وہ سارا دن ہبہ کا عجیب سی بے چینی میں گزرا تھا۔ طلال کو خود فیزیو تھیراپسٹ اپائنٹ کرنے کا مشورہ دے کر اب وہ بے چین تھی، وجہ اسے نہیں معلوم تھی بس وہ نہیں چاہتی تھی اس کے علاوہ کوئی اور اس گھر میں خالدہ کی کیئر کرے یا ان کے معمالات دیکھے، یا شاید وجہ یہ بھی نہیں تھی۔۔

اسے نہیں سمجھ آرہا تھا در حقیقت اصل وجہ کیا تھی اس کی پریشانی کی؟ خالدہ کے لئے ایک فیزیو تھیراپسٹ کا اپائنٹ کیے جانا یا پھر۔۔ کچھ اور؟

یا شاید وہ جان کر انجان بنی بیٹھی تھی۔ اس اضطراب کی وجہ اسے معلوم تھی مگر حل نہیں اس لئے وہ چپ سادھے خاموش تھی۔

☆☆☆☆☆

موسم معمول سے بڑھ کر ٹھنڈا اور خوبصورت ہوا تو آفت گینگ نے جوائے لینڈ لاہور میں آفت مچانے کا پلان کر لیا۔

"کتنی بار کہا ہے عدیل تمہیں مجھے جھولوں سے ڈر لگتا ہے پھر بھی گھسیٹ کر کہیں کسی جھولوں سے بھرے پارک میں لے آتے ہو" وہ بگڑے موڈ کے ساتھ بولی تھی۔ اس کی بات سن کر عدیل کے علاوہ باقی تینوں نے اکتاہٹ سے آنکھیں گھمائیں تھیں کیونکہ وہ جب سے فورٹرس کے لئے نکلے تھے یہی باتیں سن سن کر ان کے کان پک گئے تھے۔

"فروہ آپی بس بھی کریں اب تو ہم یہاں آگئے ہیں" صفا سے اور نہ سنا گیا تو کہنے لگی۔

"جاؤ تم لوگ مجھے جھولے نہیں لینے۔" وہ وہیں پاس ایک کونے میں کھڑے ہوتے ہی بولی۔

"اب آئی ہو تو جھولے لو ہمارے ساتھ" عماد کی کوفت زدہ آواز پر وہ ہونق بنی اسے دیکھنے لگی۔

"پر۔۔" وہ منمنانے لگی تو عماد نے اسے مزید غصے سے گھورا۔

"آواز نہ آئے اب" اس کے غصیل انداز میں وہ بس لمبا سانس بھر کر رہ گئی۔

وہ منہ بسورتی اس کے پیچھے چل دی، کئی سارے جھولے ان کے ساتھ لینے کے بعد اب اس کی بس ہو چکی تھی، حالانکہ ان سب میں سے کسی کو ذرا برابر فرق نہیں پڑا تھا جیسے آئے تھے ویسا جوش اب تک برقرار تھا۔

"اب بس ہو گئی میری۔ تم لوگ جاؤ میں اس بینچ پر بیٹھنے لگی ہوں جب فارغ ہو جاؤ وہیں آ جانا" فروہ پھولے ہوئے تنفس ساتھ کہتے ہوئے اس بینچ پر بیٹھ گئی۔

"ارے فروہ آپی ڈسکوری تو رہ گیا۔ آئیں نا بہت مزہ آئے گا" مروہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں مجھے بہت ڈر لگتا ہے اس سے۔۔ دیکھنے میں ہی اتنا خوفناک لگتا ہے وہ" فروہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ رہنے دو اسے، میں اس کے پاس رکتا ہوں تم تینوں لے آؤ اور ہاں یہ آخری جھولا ہے۔۔ اس کے بعد ڈنر کرنے جائیں گے" عماد کہ کہنے پر سب تھمز اپ کرتے وہاں سے چلے گئے۔

کچھ لمحے گزرے اب وہ فروہ کے ہمراہ اس بینچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان ہنوز خاموشی قائم تھی۔ اسے عماد نے ہی توڑا تھا۔

"کب جا رہے ہیں پھر؟" عماد نے سوال عرض کیا

"کہاں؟" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تمہاری اماں سے ملنے اور کہاں، تم یاد کر رہی تھی نا انہیں" وہ بولا

متلاشی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں جیسے کوئی تاثر ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

"اوہاں۔۔" بے ساختہ ہی اس نے پہلو بدلا۔

"کیا ہوا؟" اس کے اڑے ہوئے رنگ دیکھ کر عماد پریشان ہوتا بولا۔

"کچھ نہیں۔۔ سیمیسٹر بریک میں جاؤں گی" اس نے دوسری جانب چہرہ کیے ہی کہا تھا۔

اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا عماد کو جھوٹ بولنا مگر اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا اس کے پاس۔

"اچھا صحیح۔" اس کا چہرہ اب بھی فروہ کے چہرے کا گہرائی سے مشاہدہ کر رہا تھا۔

کچھ گھڑیاں بیتنے کے بعد اس نے محسوس کیا وہ گہری بھوری نگاہیں اب بھی اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

اس نے چہرہ موڑ کر دائیں جانب دیکھا تو فوراً نظریں پھیر لی گئیں۔

"تم مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟" وہ آنکھیں سکیڑ کر بولی

"کیونکہ تم دنیا کا سب سے خوبصورت نظارہ ہو" اس کے منہ سے پھسلا۔

فروہ پورا گھوم کر اس کی جانب ہوئی، پتلیاں حیرت سے پوری کھل گئیں

"کیا کہا تم نے؟" وہ براہِ راست اس کی نگاہیں میں تکتے پوچھنے لگی۔

"وہی جو تم نے سنا" اس نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے ہتھیلی ٹھوڑی تلے رکھتے ہوئے کہا۔

"یعنی۔۔" وہ سمجھتے ہوئے سر ہلانے لگی۔

"یعنی تم دنیا کا سب سے خوبصورت نظارہ ہو" وہ یونہی ٹھوڑی ہتھیلی تلے رکھے، مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا کہہ رہا تھا

اس کی بات پر فروہ کا چہرہ سفید سے سرخ ہوا اور وہ مسکراتے ہوئے سر جھکا گئی۔ اس کی اس ادا پر عماد ہنس پڑا۔

☆☆☆☆☆

"میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا مزید اس پر کوئی بحث نہیں چاہیے مجھے" عماد کی بات پر ان سب کے چہروں پر سنجیدگی چھائی تھی۔ وہ اب جوائے لینڈ سے فری ہونے کے بعد کھانا کھانے ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے جب عماد نے یہ غیر متوقع بات چھیڑی تھی۔

"آخر کیوں نہیں کرنا چاہتے تم کنٹینیو؟" فروہ غصے سے بولی تھی۔ جب سے عماد نے اسے مس نایاب کو پریشان کرنے کی ضد چھوڑنے کی بات کی تھی تب سے اس کا غصہ قابو میں نہیں آ رہا تھا۔

"آخر تمہیں مسئلہ کیا ہے مس نایاب سے جب دیکھو ان کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔ وہ ہماری امپلائے ہیں اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہم ان کے ساتھ کیسا بھی سلوک کریں۔" عماد نے کہا تو سب تائیدی انداز میں سر ہلانے لگی جبکہ فروہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگا تھا۔

"نہیں ہم نے مشن مس نایاب آؤٹ شروع کیا تھا تو اسے ختم کر کے ہی چھوڑیں گے" فروہ نے سختی سے کہا۔

"مگر فروہ آپی۔۔ اگر اسے ویسے ہی ختم کر دیا جائے تو بھی کوئی برائی نہیں ہے۔ ویسے بھی مس نایاب اتنی بری بھی نہیں ہیں یوں لگتا ہے جیسے ہم ان سے کوئی پرسنل دشمنی نکال رہے ہیں" مروہ نے اسے سمجھاتے ہوئے نرمی سے کہا مگر۔۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات مزید سخت ہو گئے۔

"جس نے میرا ساتھ دینا ہے دے اور جس نے نہیں دینا وہ مت دے۔ میں نے یہ مشن شروع کیا تھا میں اسے ختم کر کے ہی دم لوں گی" وہ سختی سے بولی، بات کا اشارہ کس کی جانب تھا وہ سبھی سمجھ چکے تھے۔

عماد لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔ آخر ایک پرینک پلان کینسل کرنے پر وہ اتنا شدید ردِ عمل کیوں دکھا رہی تھی؟ اس کے دماغ میں ہزار سوچیں آنے لگیں۔

"فروہ چِل۔۔ ایک پرینک ہی تو ہے کیا فرق پڑتا ہے تم تو ایسے کر رہی جیسے واقعی کسی جنگی مشن پر چلی ہو؟" عدیل نے اسے نرمی سے سمجھانا چاہا مگر بے سود۔۔

"مجھے سب پتا ہے یہ ایسے کیوں کر رہا ہے۔۔" اس نے عماد کو طیش بھری نگاہوں سے دیکھا، رات والا منظر بے ساختہ اس کے دماغ میں گھوما تھا اور غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

عماد نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ بھی اس کی طرح غصے سے پوچھنے لگا۔

ان کی آواز اونچی ہوئی تو کئی لوگ ان کے ٹیبل کی جانب متوجہ ہوئے۔

"اچھا آرام سے۔۔" عدیل نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

فروہ نے ایک نظر منہ بگاڑ کر عماد کو دیکھا

"میرے ساتھ کون کون ہے؟" اس نے غصے سے ایک نظر عماد کو دیکھا اور پھر باقی سب پر نگاہ دہرائی۔۔

یکایک سب نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا سوائے عماد کے۔۔

سب کی آمادگی دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں اور وہ فاتحنہ تکبر بھری مسکراہٹ سے عماد کو دیکھنے لگی جس نے سنجیدگی سے ان سب کو دیکھا اور پھر باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ فروہ نے اتنا سخت اور ابنارمل ردِ عمل کیوں ظاہر کیا تھا، ایک عام سا پرینک پلان تھا جو وہ نارملی بھی کرتے رہتے تھے پھر اسے کینسل کرنے پر وہ کیوں اتنا نالاں ہو رہی تھی اس کی عقل میں نہیں آرہا تھا۔

"ابے بھائی۔ تو کیوں سیریس لے رہا ہے اسے؟ چل آ کھانا کھائیں" عدیل پتہ نہیں کہاں سے اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں آگیا تھا۔۔ ہانپتے ہانپتے وہ اسی کے کندھے کا سہارا لے کر کھڑا ہوا۔

"میں نہیں لے رہا مگر وہ ضرور ایکسٹرا سیریس لے رہی ہے، ایک پرینک ہی تو ہے نہیں بھی کریں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ وہ تو ایسے کر رہی اس کی زندگی داؤ پر لگی ہو" عماد نے ناک سے مکھی اڑائی۔

کچھ تو بات ضرور تھی اس کے پیچھے، پتہ تو عماد لگوا کر ہی رہے گا۔ اس نے بھی سوچ لیا تھا۔

"ارے یار چھوڑ۔۔ ذرا سینسیٹو ہے وہ" عدیل نے اسے دونوں کندھوں سے ہلاتے ہوئے کہا یہ اس کی جانب سے منانے کی کوشش تھی۔ وہ ویسے نہ مانتا مگر اس کے کندھے پر آتے اس زلزلے کے باعث ضرور مان جاتا

"ذرا؟" اس نے ذرا پر خصوصی زور دیتے ہوئے پوچھا۔ عدیل نے شانے اچکائے۔

"دیکھ عدیل میں ایسا کوئی پرینک اب برداشت نہیں کروں گا جس سے میری ماں کو ذرا سا بھی خطرہ پہنچے۔ اور اگر ان کی صحت یابی کی راہ میں کوئی بھی آیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وہ سختی سے بولا۔

عدیل نے آج سے پہلے اس کا یہ رخ کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"ابے اوہ۔زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ آنٹی کی ہم سب کو بھی فکر ہے، تو پریشان نہ ہو" اس نے اسے کندھوں سے تھام کر ریلیکس کرنا چاہا مگر اس نے اپنا آپ اس کے ہاتھوں سے چھڑوایا۔

"یار پہلے ہم ہارم لیس پرینکس کرتے تھے اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا مگر اب اگر ایسے کسی پرینک سے میری ماں کی ریکوری پر بات آتی ہے تو میں ایسا رسک افورڈ نہیں کر سکتا، باپ پہلے کھو چکا ہوں ماں نہیں کھو سکتا۔" وہ جذباتی ہوا۔

عدیل نے حیران ہو کر اس کا چہرہ دیکھا، آج وہ کہیں سے بھی پہلے والا عماد نہیں لگ رہا تھا۔

"تو ٹھیک ہے؟ اتنا کیوں سوچ رہا ہے یار؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" وہ پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"نہیں پر میں ماما کو کسی قسم کے رسک میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔ بہت مشکل سے ان کی ریکوری سٹارٹ ہوئی ہے۔۔" اس نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے پریشان مت ہو۔۔ ایسا کوئی پرینک نہیں کریں گے ہم۔ بس خوش؟" اس کے یوں پوچھنے پر وہ بچوں کی طرح زور زور سے ہاں میں ہلانے لگا۔

"پکا پرامس؟" عماد نے پوچھا تو عدیل بے ساختہ مسکرا دیا۔

"تجھ میں موٹو والی روح آگئی کیا؟" اس نے ماحول کا جذباتی اثر زائل کرنے کے لئے شرارت سے پوچھا

بدلے میں عماد مسکرا دیا۔

"چل آ تیرے لئے سپیشل کھانا آرڈر کیا ہے، اس سے پہلے وہ موٹو سب چٹ کر جائے تجھے جلدی بارڈر پر پہنچنا ہو گا سپاہی۔" عدیل نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

"راجر کپتان۔" وہ اسے سیلیوٹ کرتا ہوا اس سے بھی زیادہ سپیڈ میں اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ZOHA ASIF

"اوئے میرے لیے تورک" عدیل پیچھے سے بھاگتا ہانپتا اس کے ساتھ ہو لیا۔

☆☆☆☆☆

شام کے سائے گہرے ہوئے تو اس نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔ لان کی جانب کھلنے والی کھڑکی سے باہر دیکھا، موسم صاف تھا مگر ٹھنڈی ہوا نے اسے مزید خوشگوار بنا دیا تھا۔

اس نے خالدہ کے لئے گلاس میں تازہ دودھ انڈیلا اور ٹرے میں رکھا۔

انہیں دینے جانے ہی لگی تھی کہ یک دم لان سے زبردست قسم کے دھماکے کی آواز آئی۔ اس نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ گھر کے اندر خاموشی تھی۔

اس نے پریشانی سے لان کی جانب قدم بڑھائے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ گھر کے اندرونی حصے کی طرح لان میں بھی ویسا ہی سکوت چھایا ہوا تھا۔ ایک تو تاریکی اوپر سے خاموشی۔ بے ساختہ اسے جھرجھری آئی۔

وہ نا سمجھی میں کندھے اچکاتے ہوئے واپس کیچن میں آگئی۔

"آپ یہ کیا پلا رہی ہیں ماما کو؟" وہ ٹرے لے کر مڑی ہی تھی کہ طلال کو اپنی جانب سختی سے دیکھتا دیکھ کر اس نے سہم کر ٹرے کو دیکھا۔

"دو۔۔ دودھ لے کر جا رہی تھی ان کی دوا کا ٹائم ہو گیا ہے" وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

"مگر۔۔ یہ دودھ تو نہیں لگ رہا؟" وہ تفتیش سے بولا۔ ہبہ نے نا سمجھی سے پہلے اس کی جانب اور پھر اس دودھ کے گلاس کی جانب دیکھا۔

اوہ۔۔ اب سمجھ آئی۔ دودھ میں ہلکی ہلکی سرخ رنگ کی لکیریں بن رہی تھیں۔ اس نے ٹرے واپس شیلف پر رکھی۔

چہرے پر پریشانی کی جگہ اب سکون تھا ایسا سکون جو غیر متوقع تھا طلال کے لئے۔

"کیا ہوا؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔ ہبہ نے اسے دیکھتے ہوئے لمبا سانس خارج کیا۔

"کچھ نہیں ایک ایکسپیریمینٹ دکھاتی ہوں" ہبہ نے یوں کہا جیسے ماہر کیمیادان ہو۔

"ہنہ؟" طلال اب بھی اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ ہو کیا رہا ہے؟

"یہ دیکھیں" ہبہ نے وہ گلاس اس کے سامنے ہوا میں پکڑا۔ دوسرے ہاتھ سے ایک چمچ اس گلاس میں چلانے لگی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ دودھ کا گلاس لال رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ ہبہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

اور طلال اب بھی لب بھینچے حیرانی سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔؟"

"کچھ نہیں فوڈ کلر تھا۔۔ آپ کے بچوں کی نئی شرارت ہو گی" وہ اطمینان سے بولی۔

(آپ کے بچوں تو ایسے کہہ رہی ہے جیسے میرے اصلی بچے ہوں۔) وہ دل ہی دل میں سوچ سکا۔

"دیکھتا ہوں میں ان بچوں کو بھی اور ان کی شرارتوں کو بھی" طلال نے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

ہبہ نے افسوس کے ساتھ اس دودھ کے گلاس کو دیکھا، پھر اس میں جامِ شیریں ڈالا اور پی گئی۔

رزق ضائع تھوڑی کرتے ہیں؟ رزق کی قدر صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنے بچپن میں تنگدستی دیکھی ہو، اور اس کا بچپن کچھ خاص عیاشیوں سے بھرا نہیں رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ایک تو طلال بھائی ہمیشہ پرینک کے عین موقع پر آدھمکتے ہیں" فروہ بگڑے تاثرات لیے بولی۔

"تو ہم بھی تو جان بوجھ کر ان کے آنے کے ٹائم کرتے ہیں تاکہ مس نایاب پکڑی جائیں اور طلال بھائی انہیں فائر کر دیں" مروہ نے سمجھداری سے کہا۔

عدیل اور عماد کسی کام سے باہر تھے اسی لیے وہ تینوں اتنی آسانی سے (صرف فروہ باقی دونوں تو بس مجبوری میں بڑی بہن کا ساتھ دے رہی تھیں) پرینکر ڈسکس رہی تھیں۔

"ہاں لیکن۔۔ وہ ہر بار بچ جاتی ہیں۔۔ کچھ تو نیا کرنا ہو گا" فروہ سوچتے ہوئے بولی۔

"اور یہ صفا۔۔ مجال ہے جو اپنے حصے کا کام صحیح سے کرے۔۔ کہا بھی تھا غبارہ پھاڑنا مگر نہیں سنتی کہاں ہیں یہ محترمہ۔۔ وہ پوم پوم پٹھا کے چلا آئی لان میں۔۔ اس سے کہاں ہی ڈری ہو گی مس نایاب۔۔" اس نے صفا کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے منہ میں لولی پاپ تھا۔

"اوہ ہو فروہ آپی۔۔ ڈری تھیں تو ہی لان میں دیکھنے گئی تھیں ناوہ۔ ایسے ہی آپ میری قابلیت پر شک کرتی ہیں" وہ ناراضی سے بولی اور وہاں سے جانے لگی۔

"موٹو اب اس میں ناراض ہونے والی بھی کوئی بات نہیں تھی" اس نے جلدی سے اسے روکنا چاہا۔

"مگر میں لاجک دیکھ کر ناراض نہیں ہوتی ایموشن دیکھ کر ہوتی ہوں۔ اور آپ نے مجھے ہرٹ کیا ہے میری صلاحیتوں پر شک کر کے" وہ یوں بولی جیسے کسی ڈرامے کا اوڈیشن دینے جا رہی ہو۔

اسی ڈرامے کی تیاری کے لئے اس نے جلدی سے بچا ہوا لالی پوپ منہ میں ڈالا، اور اس کی سٹک ڈسٹ بن میں پھینکی اب وہ پھر سے بھاگ کر اپنی گزشتہ جگہ آ کھڑی ہوئی تھی۔

فروہ، مروہ دونوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اچھا اچھا تھوڑا زیادہ ہو گیا؟" وہ میسنی مسکراہٹ سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"بہت زیادہ" وہ دونوں ایک ساتھ چیخیں۔

"ٹھیک ہے کٹ بولو۔۔میں رک جاتی ہوں" وہ پیٹھ ان کے جانب کیے ہی بولنے لگی۔

"ناٹ آگین۔" مروہ نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

یہ تو ہم آپ کو بتانا بھول گئے کہ موٹو (اوہ ہو میرا مطلب صفا بخاری کو ایکٹریس بننے کا بہت شوق تھا) اس لئے جب بھی اسے اپنا یہ شوق یاد آتا تھا تو گھر میں ہی ریہرسل شروع ہو جاتی تھی۔

"رک جاؤ صفا" فروہ نے بیزاری سے کہا۔

اور وہ یوں رکی جیسے۔۔انڈیا کے ڈراموں میں ہیروئن سات سو دفعہ سیڑھیوں سے گرتی ہے۔

چھ بار اس نے چہرہ پلٹا۔ پھر 4 بار دوپٹے کا پلو اپنے چہرے سے لہرا کر نیچے پھینکا۔

"ہو گیا تو اب کوئی کام کی بات کر لیں؟" وہ دونوں ایک دوسرے کے کندھوں پر سر رکھے، صوفے پر بیٹھیں بیزاری سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"بہت بار نگ ہو آپ دونوں۔" وہ خفگی سے کہتی ان دونوں کے ہمراہ صوفے پر بیٹھ گئی اور مشن مس نایاب آؤٹ کے اگلے پرینک کی تیاری کرنے لگیں۔

☆☆☆☆☆

جیسے ہی رات کی تاریکی صبح کے روشن اجالے میں گھلی، بادلوں نے بھی اپنے پر پھیلا دیے اور موسم پہلے سے بھی حسین، ٹھنڈا اور دلکش ہو گیا۔ بخاری ولا کے لان سے گزرتے ہوئے اسے پودوں اور پودوں سے آنے والی تازگی کی مہک بہت بھلی معلوم ہوئی۔ ان پر چمکنے والے اوس کے قطرے اس خوبصورت نظارے کو چار چاند لگا رہے تھے۔

وہ وہیں کھڑی پودوں کو دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر عدیل پر پڑی۔

وہ آج معمول سے ذرا جلدی آگئی تھی، دوپہر میں اسے کسی ضروری کام سے جانا تھا کل ہی طلال سے اجازت لے لی تھی اس لئے وہ آج روز کی طرح دس بجے کے بجائے آٹھ بجے بخاری ولا موجود تھی۔

شاید اسی لئے اسے وہاں عدیل بیٹھا نظر آگیا۔

وہ ایک کونے میں بیٹھا پودوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔

"آپ کیا کر رہے ہیں؟" مارے تجسس کے وہ اس کے پاس جا کر پوچھنے لگی۔

اس اچانک آواز پر وہ ڈر کر اچھلا اور اس کے ہاتھ میں موجود پانی کا مگ اسی کے کپڑوں میں گر گیا۔

"آپ یہاں؟ اتنی جلدی؟" وہ حیرانی سے پوچھنے لگا

"وہ۔۔ میں نے آپ کو پودوں کے ساتھ کام کرتے دیکھا تو یونہی پوچھ لیا" وہ خجل ہوتی کہنے لگی۔ بھلا کیا ضرورت تھی اس سے بات کرنے کی، سیدھا اندر چلی جاتی۔

"آپ کو پودے پسند ہیں؟" عدیل کھڑا ہوتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ہاں بہت" اس نے اشتیاق سے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔۔ مجھے لگا گارڈننگ بس لڑکوں کا شوق اور پیشہ ہوتا ہے" وہ دھیمے سے مسکراتا کہنے لگا۔

"کوئی بھی شوق جینڈر بیسڈ تو نہیں ہوتا" وہ اس کے جواب میں بولی۔

"ہاں مگر میں نے پہلے کبھی کوئی فیمیل مالی نہیں دیکھی" عدیل ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اس کی اس بات پر ہبہ کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔ عین اس لمحے بخاری ولا کا مین گیٹ کھول کر کوئی اندر آیا تھا اس کی نظر ان دونوں پر پڑی تھی مگر وہ دونوں اس نوارد کو نہیں دیکھ سکے تھے۔

"ارے سچ کہہ رہا ہوں آپ ہنس رہی ہیں؟" عدیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر میرا گارڈن ہوتا تو میں آپ کو فیمیل مالی بن کر ضرور دکھاتی" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ لہجے میں جانے کیوں حسرت آگئی تھی۔

"ارے اس کے لئے الگ سے گارڈن لینے کی کی ضرورت ہے؟ یہ ہے نا اتنا بڑا گارڈن آپ کے لئے۔۔" عدیل نے لان کی جانب دایاں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر یہ۔۔" وہ کچھ کہہ نہ سکی۔

"مزے کی بات یہ ہے کہ یہ میرا بھی نہیں ہے۔۔ پھر بھی میں روز یہاں آتا ہوں۔۔ پھولوں اور پودوں کی دیکھ بھال کرتا ہوں صرف اپنے شوق کے لئے" عدیل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھی بات ہے" وہ اداس لگ رہی تھی۔

"کیا ہوا آپ کو؟"

"کچھ نہیں مجھے بچپن سے بہت شوق تھا گارڈننگ کا مگر۔۔ کبھی پورا نہ ہو سکا وہی حسرت یاد آگئی تو بس دل بھر آیا۔" وہ نم آنکھوں سے بولی۔

"کچھ شوق ہمارے ساتھ بچپن سے جوانی تک بڑے ضرور ہوتے ہیں مگر پورے نہیں ہوتے" وہ نم آنکھوں مسکراتے لبوں سے بولی تھی، نمی اور مسکان کا یہ امتزاج بہت حسین تھا۔

"لائیں اپنا آٹو گراف؟" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

"ہیں؟" وہ اس کی جانب الجھن سے دیکھنے لگی۔

"ارے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی فلاسفر سے ملا ہوں آٹو گراف لینے کا موقع کیسے جانے دے سکتا ہوں؟" عدیل نے سنجیدگی سے کہا تھا مگر آنکھوں کی شرارت صاف واضح تھی۔

"کیا مطلب؟ کچھ بھی؟" اس نے منہ بسور کر کہا۔ اس کی اس معصومیت بھری ادا پر عدیل کا قہقہہ گونجا۔

اسے ہنستا دیکھ کر ہبہ کی بھی ہنسی نکل گئی وہ دونوں ایسے ہی ہنستے جا رہے تھے جب یک دم مین گیٹ زور سے بند کیا گیا تھا۔

دونوں نے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں طلال حلیے سے جاگنگ کر کے لوٹا تھا، چہرے کے تاثرات ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھے، وہ بغیر انہیں دیکھے، جاگنگ کے ہی طرز سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ہبہ نے بے چینی سے اسے دیکھا کہیں اسے اس بات کا غصہ تو نہیں آیا تھا کہ وہ کام کے بجائے یہاں عدیل سے بات کر رہی تھی؟

"انہیں کیا ہوا؟" وہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔

"ارے ان کی فکر نہ کریں، انہیں کچھ نا کچھ ہوا ہی رہتا ہے" عدیل نے کندھے اچکا کر کہا۔

"اب ایسا تو نہ کہیں" اس کے یوں کہنے پر عدیل نے شریر نگاہوں سے ہبہ کو دیکھا، وہ فوراً مطلب سمجھ کر جھینپ گئی۔

"یونہی کہہ رہی تھی" اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی مسکان چھپاتے ہوئے وہ بھی اندر کی جانب بھاگ گئی۔ عدیل ان دونوں کو دیکھ کر ہنس دیا۔

☆☆☆☆☆

صبح سے دوپہر ہوئی تو سورج کی تپش میں کمی آئی، اس نے طلال سے آج جلدی چھٹی کی اجازت لے لی تھی۔

ٹیکسی سے اتر کر اب وہ ایک دو منزلہ مکان کے آگے رکی تھی۔ اس کے اترتے ہی ایک آدمی جو کب سے اس کا منتظر تھا اس کی جانب چلا آیا۔۔

"السلام علیکم" اس نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام بیٹے کیسے ہو آپ؟" اس آدمی نے شفقت سے ہبہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں ٹھیک ہوں، بہت شکریہ انکل میری ریکوسٹ پر یوں جلدی گھر کا انتظام کرنے کے لئے" یہ شخص اس کی کالج کی دوست کا باپ تھا جو پراپرٹی ڈیلر کا کام کرتا تھا اور ہبہ کی ریکوسٹ پر اس نے ہفتے کے اندر اندر اسے کرائے کا مکان ڈھونڈ دیا تھا۔

"ارے شکریہ کی کیا بات ہے بیٹے، آپ بھی میرے لئے افشی کی طرح ہو۔۔ آؤ گھر اندر سے دیکھ لو" انہوں نے نرمی سے کہہ کر گھر دکھانا شروع کیا۔

وہ دو منزلہ پانچ مرلے کا مکان تھا جس کے اوپر والے پورشن میں مالک مکان رہتے تھے اور نچلا پورشن کرائے کے لئے خالی تھا۔ اچھی طرح سارے کمرے، باتھروم، کیچن دیکھنے کے بعد اس کی تسلی ہو گئی تھی، گھر اور مالک مکان دونوں اسے پسند آئے تھے، وہ پڑھے لکھے لوگ تھے اور آدھا حصہ ان کے استعمال میں نہیں تھا اس لئے وہ مکان کرائے پر دے رہے تھے۔

ہبہ نے سیلری میں سے ایڈوانس کی رقم ادا کر دی تھی اور وہ جلد سے جلد شفٹ کرنا چاہتی تھی تاکہ وہ دلاور نامی مصیبت سے بچ سکیں۔ جب سے وہ سانحہ ہوا تھا وہ ایک رات بھی سکون کی نیند سو نہیں پائی تھی۔

ہر پل یہی خوف ستاتا تھا کہ ابھی نہ کوئی چھلانگ کر ان کے گھر آ جائے۔

پر اب شکر کہ اپنی کالج کی دوست کی مدد سے الگ گھر کا بندوبست کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

ایک مرحلہ پار ہو چکا تھا دوسرا مرحلہ زیادہ کٹھن تھا۔

اماں ابا کو منانا۔۔ کیسے بھی کر کے منانا تو پڑنا ہی تھا۔

وہ ہر لمحے یہ خطرے کی گھنٹی لٹکائے نہیں رکھ سکتی تھی۔

اماں ابا کچھ بھی کہیں وہ چاہتی تھی جب وہ گھر نہ ہو۔۔ اس کے ماں باپ تحفظ میں ہوں۔

گھر کے معاملات طے کرنے کے بعد اب اس نے گھر کے لئے ٹیکسی بلائی تھی۔۔

دماغ پریشانیوں سے بھرا تھا۔۔ مگر اسے ایک ایک کر کے ان کا حل نکالنا تھا۔

☆☆☆☆☆

اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا، مغرب کا وقت ہو رہا تھا۔

گھر میں مکمل خاموشی تھی، اب تو اسے سکوت سے بھی وحشت ہوتی تھی۔

اس نے آہستہ آہستہ چل کر برآمدے میں اپنا بیگ رکھا اور کرائے کا کنٹریکٹ لے کر طاہر اور فوزیہ کے ملحقہ کمرے میں داخل ہوئی۔ طاہر نماز کے لئے سیدھے ہوئے بیٹھے تھے تو فوزیہ وضو کرتے نکلی تھیں۔

"آج جلدی آ گئی بیٹا؟" فوزیہ کے کہنے پر طاہر نے بھی مڑ کر اسے دیکھا اور پھر اپنے بازو پھیلا دیے۔

وہ مسکرا کر ان کے گلے لگی۔ آنکھیں بے ساخت نم ہو گئیں تھیں۔

بیٹیوں کے لئے سب سے تحفظ بھری آرام گاہ صرف ان کے باپ کے بازو ہی تو ہوتی ہے۔

ماں باپ کا آنگن ان کی خوشیوں کا سائبان ہوتا ہے۔

پورا دن باہر کی دنیا سے لڑ کر، معاملات اکیلے سنبھال کر اب اپنے باپ کے سینے سے جڑی وہ وہی ننھی گڑیا بن گئی تھی جسے کسی شے کی کوئی فکر نہیں تھی۔

"کیا بات ہے میرے بچے کو؟" اس کے یوں ان کے ساتھ لگے رہنے سے طاہر فکر سے بولے۔

"ابا اگر میں آپ سے ایک بات کہوں گی تو وہ آپ مانیں گے؟" اس نے ان کی گود سے چہرہ اٹھا کر دیکھا تھا۔

اس کی بھوری آنکھوں کی نمی دیکھ کر طاہر کا دل رکا۔

"کیا بات ہے میرے بچے؟ کیوں ایسے رو رہی ہو؟" طاہر نے اس کا چہرہ اپنے بوڑھے ہاتھوں کے حصار میں لیا۔

"ابا۔۔ میں چاہتی ہوں آپ ان کاغذات پر دستخط کر دیں" اس نے سوں سوں کرتے کہا۔

طاہر نے ایک نظر اسے دیکھا پھر فوزیہ کو جنہوں نے نا سمجھی سے شانے اچکا دیے۔

"کیا کسی کی پراپرٹی کی پیپیرز ہیں؟ یا 21 دن میں پیسہ ڈبل والی سکیم؟" انہوں نے ہنستے ہوئے کہہ کر اس کا دھیان بٹھکانا چاہا مگر۔۔ اگلے ہی لمحے وہ ٹھٹھکے۔

"ہبہ یہ کیا لائی ہو تم؟" وہ برہم تھے۔ ہبہ کو ان سے اسی برہمی کی امید تھی۔

"ابا پلیز سائن کر دیں" اس نے منت بھرے لہجے میں کہا

"بیگم جانتی ہیں یہ آپ کی لاڈلی کیا لائی ہیں؟" طاہر نے فوزیہ کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے کہا

"کیا لائی ہو ہبہ؟" وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگیں۔

"یہ کرائے کے مکان کے سٹام پیپرز ہیں۔۔یہ چاہتی تھیں کہ ہم مکان بدلیں اس لئے پوچھنے بتانے کی زحمت کیے بغیر خود تمام معاملات حل کر آئی ہیں۔اور آخری فارمیلیٹی کے سٹیپ پر باپ کے سائن چاہیے اسے" وہ افسوس سے اسے دیکھتے بولے تھے۔

"ہبہ؟" فوزیہ شاک زدہ تھیں۔

"تو میں کیا کرتی ابا؟ آپ جانتے ہیں کس قدر تکلیف ہوئی تھی مجھے اس دن آپ دونوں کی حالت دیکھ کر۔۔کس شدت کی پریشان ہوں میں اس رات کی کہ اس سے آگے کی ایک بھی رات میں چین کی نہیں سو سکی۔۔مجھے نہیں معلوم آپ کی کیا وجوہات ہیں جس کی بنا پر آپ یہ مکان نہیں چھوڑنا چاہتے، مگر۔۔میں اپنے ماں باپ کو ایسی غیر محفوظ جگہ پر نہیں رہنے دے سکتی۔۔میں چاہتی ہوں جب میں کام پر جاؤں تو میرا ذہن پر سکون ہو کہ آپ ایک محفوظ جگہ پر ہیں، آپ کو کوئی جان کا خطرہ نہیں ہے۔" وہ بولی تو بولتی گئی۔

فوزیہ اور طاہر اس کی شکل دیکھنے لگے جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔

اولاد کا یہ بہترین حربہ ہوتا ہے والدین سے کوئی بھی بات منوانے کا،

دو آنسو اور والدین آپ کے۔۔۔

"اچھا رونا بند کرو۔۔" طاہر نے کاغذ سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔

"ابا لوگ کہتے ہیں کہ بوڑھے ماں باپ کو کبھی جوان اولاد کا کوئی غم نہ ملے۔۔پر کوئی یہ کیوں نہیں کہتا کہ جوان اولاد کو ماں باپ کو بھی تکلیف میں نہ دیکھنا پڑے۔۔انہیں بھی ماں باپ کو کھونا نہ پڑے۔۔جوان ہوتے ہی ہر لمحے رہنے والا یہ خوف انہیں بھی تو نہیں ہونا چاہیے نا۔۔"

اس کی ہچکیاں تیز ہوئیں تو فوزیہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔۔وہ بھی خاموشی سے رونے لگیں۔

"اچھا میرا بچہ بس چپ۔۔اب نہیں رونا۔۔" طاہر نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔اسے چپ کراتے ان کی نظر فوزیہ پر پڑی۔۔جو خاموشی سے رو رہی تھیں۔۔

انہوں نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ تھاما۔

"بس چپ بھی کر جاؤ تم دونوں اب۔۔مر نہیں گیا میں" وہ ایک دم خفگی سے بولے تو وہ دونوں رونا بھول کر مزید خفگی سے انہیں دیکھنے لگیں۔ان کے غصیلے،روتے تاثرات دیکھ کر طاہر کی ہنسی نکل گئی۔

"اچھا اچھا سوری۔۔پیپیر زپر سائن بھی کر دوں گا۔۔اور (انہوں نے اور پر زور دیا) آئیندہ ایسی بات بھی منہ سے نہیں نکالوں گا" انہوں نے مسکرا کر کہا تو وہ دونوں بھی ریلیکس ہوئیں۔

انہوں نے آگے بڑھ کر ہبہ کا اور فوزیہ کا دایاں ہاتھ تھاما۔

انہیں اپنے ہونے کا احساس دلایا اور دونوں کے ہاتھوں پر پیار سے بوسہ دیا۔

"اب خوش ہی ہماری بیگم اور بیٹی صاحبہ؟" انہوں نے ہنس کر پوچھا تو وہ دونوں بھی مسکرانے لگیں،نم آنکھیں مسکراتے لب کیا حسین امتزاج تھا۔طاہر نے دل میں دونوں کی نظر اتاری تھی۔۔پر کون جانے قسمت ان کے لئے آگے کیا اور آزمائشیں لئے کھڑی تھی جن کا انہیں بہت ہمت اور بہادری سے مقابلہ کرنا تھا۔۔۔

ZOHA ASIF

جاری ہے۔